خلافت راشدہ کی خصوصیات / خلافت راشدہ کا نظام حکومت.

خلفائے راشدین کا طرز حکمرانی، خلافت راشدہ کی حکمرانی کو کس حد تک جمہوری قرار دیا جا سکتا ہے؟

■ خلافت راشدہ کا تعارف:-

خلف کا مطلب نائب ہے۔ خلف اس شخص کو کہتے ہیں جو پہلے کا نائب ہو خواہ پہلا فوت ہو چکا ہو یا زندہ ہو۔ خلیفہ کا لفظ عربی زبان میں خلف، خلافہ سے ہے جس کا مطلب پیچھے رہنا یا بعد میں آنا ہے۔

شاہ ولی اللہ کے مطابق

"خلافت وہ عمومی ریاست ہے جو اقامت دین کی جانب عملاً متوجہ رہتی ہو"

رسول کی وفات کے بعد جو حکومت قائم ہوئی اسے خلافت راشدہ کہتے ہیں آپ کی وفات کے بعد چار خلفاء نے حکومت کی جن کو خلفائے راشدین کہا جاتا ہے۔ ان کو خلفائے راشدین اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ تھے۔ راشد کا مطلب ہدایت ہے تو چاروں خلفاء ہدایت یافتہ تھے اسی لیے انھیں خلفائے راشدین کہا جاتا ہے۔

■ خلافت کا نظریاتی مفہوم:-

خلافت ایک ادارہ ہے منصب ہے جو اپنے مفہوم میں خاص اہمیت رکھتا ہے خلافت کا مقصد نیابت بھی ہے اس سے مراد جانشینی لی جاتی ہے یعنی اصل اختیارات کے حامل شخص کی موجودگی یا عدم موجودگی میں اختیارات کی منتقلی نیابت یا جانشینی کہلاتی ہے۔

■ چار خلفائے راشدین:-

اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے آپؓ نے دو سال حکمرانی کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے 337ء سے لیکر 634ء تک حکومت کی۔ اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ تھے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو جانشین نامزد کیا تھا حضرت عمرؓ نے دس سال حکمرانی کی یہ دس سال اسلامی سلطنت کے بہترین منظم سال تھے۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی خلیفہ نامزد کیے گئے۔ حضرت

عثمانؓ نے تقریباً 12 سال حکومت کی۔ حضرت عثمانؓ کی تمام زندگی کے وقت مدینہ میں جمہوری طرز دیکھنے کو ملتا ہے کیونکہ مختلف صحابہ پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی تھی اور پھر عوام کی رضامندی کیا تو حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کی ناحق شہادت کے بعد چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی ابن طالب خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت علیؓ نے 5 سال حکومت کی۔ حضرت علی کو بھی شہید کر دیا گیا تھا۔

خلفائے راشدین کا طرزِ حکمرانی

خلافت کا جو تصور قرآن میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین میں انسان کو جو بھی قدرتیں حاصل ہیں خدا کی عطا اور بخشش سے حاصل ہیں۔ انسان اللہ کی دی ہوئی طاقتوں کو اللہ کے حکم کے مطابق ہی استعمال کرے۔ انسان یہاں خود مختار نہیں بلکہ اصل مالک کا خلیفہ ہے۔

▫ حاکمیتِ الٰہیہ:-

انسانوں کا حقیقی فرماں روا اور حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ انسانی معاملات میں حاکمیت کا حق اُسی کو پہنچتا ہے۔ وہ کائنات کا رب درحقیقت انسان کا رب اور حاکم ہے حکم اور فیصلے کا حق اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہے

"تمہارے درمیان جو بھی اختلاف ہو اسکا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے" (الشوریٰ)

خلفائے راشدین اپنے طرزِ حکمرانی میں اس بات کو خوب اچھی طرح مدنظر رکھتے تھے کہ ان کی حکمرانی میں اطاعتِ الٰہی کی پابندی کی جائے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پہلی ترجیح دی جاتی تھی۔ تمام خلفائے راشدین نے ایک خدا کی حاکمیت کے نائب ہونے کی حیثیت سے حکمرانی کی اور ہمیشہ اپنی قوم کو ایک بات کا حکم دیتے ہے

"اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو" (الشعراء)

سورۃ یوسف میں اللہ سبحان وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"سن رکھو" "قانون اور حکم خدا کے سوا کسی کیلئے نہیں ہے" (یوسف)

▫ خلیفہ کا انتخاب:-

خلافت راشدہ میں خلیفہ کے انتخاب کیلئے سرکاری دباؤ نہیں ڈالا جاتا تھا اور کسی بھی شخص کو خلیفہ بنانے کیلئے تلوار میں سے نیام نہیں کی جاتی تھی بلکہ عوام

اپنی رضامندی سے کسی شخص پر اعتماد کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب کا تعین پہلے کی گئی پھر مسجد نبوی میں تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے کبار صحابہ اکرام (رضوان اللہ) سے مشورہ کرکے ان کو جانشین کیا اور عام لوگوں سے اس کی توثیق بھی کروائی۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے انتخاب کیلئے بھی چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی اور حضرت علیؓ کی خلافت بھی عوام سے مشورے سے ہوئی۔ تمام خلفائے راشدین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو عوام کی رائے کے (خلاف) خلاف اقتدار پر آئے ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین کی حکومت ایک طرح سے جمہوری طرز حکومت تھی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے خلافت اور بادشاہت کے فرق کو واضح کیا ہے

> "خلافت وہ ہے جسے قائم کرنے میں مشورہ کیا گیا ہو اور بادشاہت وہ ہے جسے تلوار کے زور سے غلبہ حاصل کیا گیا ہو"

مجلس شورای کا وجود:-

چاروں خلفائے راشدین حکومت کے انتظام اور قانون سازی کے معاملے میں اہل الرائے لوگوں سے مشورہ کیے بغیر کام نہیں کرتے تھے
سنن دارمی میں میمون بن مہران کی روایت ہے کہ

"حضرت ابوبکرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب ان کے پاس کوئی معاملہ آتا تو پہلے یہ دیکھتے کہ کتاب اللہ کیا کہتی ہے اگر وہاں حکم نہ ملتا تو سنت رسولؐ سے اخذ کرنے کی کوشش کرتے اگر وہاں سے بھی حکم نہ ملتا تو قوم کی سرکردہ اور نیک لوگوں کو جمع کرکے مشورہ کرتے تھے" یہی طرز عمل حضرت عمرؓ کا تھا۔

خلافت شورای کے بغیر جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن پاک نے ہدایت فرمائی کہ مومنین کے مسائل باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرح حضرت علیؓ نے بھی کوفہ میں مجلس شورای بنائی۔ اہل شورای کو اپنی بات پوری آزادی کیساتھ بیان کرنے کا حق حاصل ہوتا تھا۔ شورای خلیفہ کی ذات پر تنقید بھی کرسکتی تھی۔ مجلس شورای کا قیام بھی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ خلافت راشدہ جمہوری طرز حکمرانی تھی۔

> "اور مسلمانوں کا کام آپس کے مشورے سے چلتا ہے" (الشوریٰ)

■ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق حکومت:-

خلافت راشدہ کسی کی ذاتی حکومت نہ تھی اور نہ ہی خلیفہ کی صوابدید کا زیادہ عمل دخل ہوتا تھا۔ خلیفہ کا مقصد کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے مطابق مسلمانوں کے معاملات کو چلانا تھا۔ ظالم کے ظلم کو روکنا اور مظلوم کی دادرسی کرنا خلیفہ کا کام تھا۔ اور اس کام کیلئے خلیفہ اور عوام کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں تھا۔

■ مرکزی حکومت کا تصور:-

خلافت راشدہ میں خلیفہ سربراہ مملکت تھا اسے امام، امیر المومنین یا خلیفہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ خلیفہ کو وسیع تر سیاسی و مذہبی اختیارات حاصل تھے لیکن اسکے ساتھ بہت زیادہ ذمہ داریاں تھیں۔ اسلامی قوانین کا نفاذ ملک کا دفاع، داخلی امن و امان کا تحفظ، نظام عدل کو برقرار رکھنا خلیفہ کی ذمہ داریوں میں سے ہے اور مرکزی حکومت کے زیر نگرانی صوبائی حکومت بھی تھی ان کے والی / گورنر مقرر کیے جاتے تھے۔ اس میں جمہوری طرزِ عمل دیکھنے کو ملتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں اسلامی حکومت آٹھ صوبوں پر مشتمل تھی۔ مرکزی حکومت کے مختلف محکمے تھے جن میں محکمہ مالیات، عسکری ادارہ، سیکرٹریٹ دفتر خارجہ یا سرکاری خطوط اور ادارہ احتساب جیسے محکمات شامل تھے۔

■ مضبوط عدلیہ:-

خلافت راشدہ میں قانون کی حاکمیت کا تصور مکمل طور پر پایا جاتا تھا۔ عدلیہ خود مختار تھی حکومت کے کنٹرول سے آزاد تھی حضرت عمرؓ نے عدالت کا جو نظام قائم کیا باقی خلفاء کے عہد میں بھی اسے برقرار رکھا گیا۔ عدلیہ اس حد تک آزاد اور بااختیار تھی کہ خلیفہ وقت کو بھی عدالت میں طلب کیا جا سکتا تھا۔ قانون کی نظر میں سب برابر تھے خواہ وہ ذمی ہوں یا مسلمان۔ خلفائے راشدین اس بات پر قائم تھے جو حکم خداوندی ہے فیصلہ بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ آزاد اور خود مختار عدلیہ جمہوری طرزِ حکومت کی مثال ہے۔

"اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کیساتھ کرو"

(النساء)

بیت المال کے امانت ہونے کا تصور:۔

شخصی حکومت میں بیت المال حکمران کا مال ہوتا ہے لیکن خلافت راشدہ کا نظام میں بیت المال کو عوام کی امانت سمجھا جاتا تھا خلیفہ کا حق اس میں صرف اتنا ہے جتنا ایک یتیم کے وارث کو یتیم کے مال پر ہو سکتا ہے۔ بادشاہت اور خلافت کے درمیان بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ بادشاہ قومی خزانے کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر خرچ کرتا اور خلیفہ اسے حق کے مطابق خرچ کرتا تھا۔

"حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ انھوں نے بلا تامل جواب دیا کہ اگر آپ مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم بھی حق وصول کریں اور حق کے خلاف خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں نہ کہ خلیفہ"

خلفائے راشدین کیلئے بیت المال سے ایک خاص وظیفہ مقرر کیا گیا تھا جو کہ ضرورت سے زیادہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بیت المال سے 80 ہزار درہم لیے تھے اور وفات کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ یہ رقم بیت المال کو واپس کی ~~[illegible]~~ جائے۔

عوام کی فلاح و بہبود:۔

خلافت راشدہ میں بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا عوام کی فلاح کا کام کرنا فرض میں سمجھا جاتا تھا۔ خلیفہ کا فرض تھا کہ وہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ

'اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو اسکی ذمہ داری بھی سربراہ ریاست پر ہوگی'

حضرت عمرؓ راتوں کو رعایا کی خبرگیری کیلئے گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں دولت کی فراوانی سے زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا خلفائے راشدین کے دور میں ~~[illegible]~~ آمدورفت کو بہتر بنانے کیلئے حکومت راستے بنوائی، پانی مہیا کرنے کیلئے نہروں کا اہتمام کرتی غرض یہ کہ عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی جاتی تھی۔

1

فوجداری نظام :-

خلفائے راشدین کے دور میں خاص طور پر حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں اسلامی سلطنت میں فتوحات ہوئیں جن فتوحات کیلئے بہترین فوجی نظام موجود تھا۔ رضا کاروں کیساتھ ساتھ مستقل فوج رکھی جانے لگی۔ فوج میں شامل مجاہدین کو باقاعدہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ فوجی چھاؤنیاں کو بھی قائم کیا گیا تھا چھاؤنی میں فوج کے علاوہ گھوڑے اور اسلحے کا اسٹاک بھی موجود تھا۔

پروفیسر فلپ کے حتی کے مطابق

"ایک عظیم قوم کا اپنے درمیان پوری آمدنی، مال غنیمت، فتوحات کو باہم تقسیم کرنا پہلے انسانی مساوات کی بنیاد پر، پھر فوجی اور روحانی امتیازات کی بنیاد پر، ایک ایسا قابل دید معجزہ ہے جسکی دنیا بھر میں کوئی مثال نہیں ملتی"

پولیس کا محکمہ :-

اس دور حکومت میں پولیس رات بھر شہروں میں پہرہ دیتی تھی۔ جرائم کی روک تھام اور مشتبہ افراد کی نگرانی کیلئے شعبہ احداث یعنی پولیس کا محکمہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ حضرت علی نے ضرورت کے تحت اس شعبہ کو مضبوط تر بنایا۔

دعوت و تبلیغ کا کام :-

خلافت راشدہ میں دین کی اشاعت حکومت کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ مفتوحہ علاقوں میں مساجد کا قیام، مدارس کی تعمیر اور پھر مدارس میں قرآن و حدیث کی تعلیم اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ خلیفہ عوام کیلئے امام بھی تھا۔ دعوت و تبلیغ کا کام / امر بالمعروف نہی عن المنکر کا کام خلیفہ کی ذمہ داری تصور کی جاتی تھی۔

"تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے"

(آل عمران)

۱ ■ بنیادی حقوق کا تحفظ:-

خلافت راشدہ میں دستوری طرز حکومت تھی اس میں تمام بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم کیا جاتا تھا۔ غیر مسلموں کو ذمی قرار دے کر ان کے باقاعدہ حقوق متعارف کروائے گئے۔ عوام کو سماجی، مذہبی، ثقافتی آزادی دی گئی۔ حضرت عمرو بن العاص نے کسی شخص کو ناحق سزا دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا

"عمرو تم نے ان کو کب سے غلام بنایا ہے ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا"

۲ ■ عصبیتوں سے پاک حکومت:-

خلافت راشدہ کی حکمرانی میں ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ قبائلی عصبیت پرستی اس دور میں نہیں تھی۔ اگر کسی نے عصبیت کو ابھارنے کی کوشش کی تو انھیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ مسیلمہ کذاب نے اپنی نبوت منوانے کیلئے قحطانی قبائل کے تعصب کو ابھارا لیکن اسے شکست ہوئی۔ چاروں خلفاء کے ادوار میں مختلف لوگوں نے ایسے اقدامات اٹھائے جو عصبیت کو ابھار سکیں مگر کوئی بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

■ بہترین معاشی نظام:-

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ حکومت میں باقاعدہ طور پر بیت المال موجود نہ تھا عہد نبوی کی طرح ہی مال غنیمت یا دوسرے ذرائع سے حاصل ہونے والی رقوم کو تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں باقاعدہ بیت المال کو تعمیر کیا گیا۔ اس کے ذریعے حکومتی مشینری اور دفاع کے اخراجات پورے کیے جاتے تھے۔ آمدنی کے ذرائع میں زکوٰۃ مختلف صورتوں میں وصول کی جاتی تھی۔ خمس، عشر، خراج، عشور اور جزیہ وغیرہ ٹیکس کی مختلف قسمیں ہیں۔

■ سرکاری عمارتوں کی تعمیر:-

انتظامی مقاصد کیلئے بہت سی عمارات تعمیر کی گئیں دار الامارات کے نام سے دفاتر بنائے گئے حکومتی عہدیداروں کیلئے حکومتی دفاتر اور رہائش گاہ تعمیر کیے گئے۔ مسلم تاریخ میں پہلی بار قید خانے بنائے گئے۔ سڑکوں کی تعمیر بھی کی گئی۔

■ **جمہوری طرز:**

خلافت راشدہ کی اہم ترین خصوصیت یہ تھی کہ اس میں تنقید اور اظہار رائے کی پوری آزادی تھی خلفاء ہر وقت اپنی قوم کی دسترس میں رہتے۔ خلیفہ بذات خود اہل شوریٰ کے درمیان بیٹھتے اور مباحثوں میں حصہ لیتے تھے۔ اور خلیفہ کے انتخاب میں بھی عوام کی بھرپور رائے شامل ہوتی تھی۔ بلکہ گورنروں کا تقرر بھی عوام کی رائے سے ہوتا تھا اگر عوام کو کسی گورنر سے شکایت ہوتی تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا بعض اوقات عوام کو پیغام بھیجا جاتا تھا کہ عامل کے تقرر کیلئے کسی مناسب آدمی کا انتخاب کر کے خلیفہ کو اطلاع کریں۔

■ **خلاصہ بحث:**

خلافت راشدہ کا دور حکومت روشنی کا ایک مینار تھا جس کی طرف بعد کے تمام ادوار میں فقہاء و محدثین اور عام دین دار مسلمان ہمیشہ دیکھتے رہے۔ اسلامی تاریخ کا بہترین دور خلفائے راشدین کا دور ہے۔ اس دور حکومت کو ہم جمہوری طرز کا حکومت بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں عوام کی رائے کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ عوامی حقوق کو بہت زیادہ اہم سمجھا جاتا تھا۔ خلفائے راشدین کا دور اسلامی سلطنت کا عروج تھا جس میں بہترین طرز حکمرانی دیکھنے کو ملتا ہے۔ عدل و انصاف پر مبنی پرامن معاشرہ کا وجود دیکھنے کو ملتا ہے۔